خواتین کا حقِ میراث ایک تجزیاتی مطالعہ، کتبِ سماویہ کی روشنی میں

An analytical study of the women's rights of Inheritance (In the light of revealed scriptures)

☆ڈاکٹر سید غضنفر احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی
☆☆بی بی عالیہ
ریسرچ اسکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

Abstract:

The right of women's inheritance is quite debatable in the revealed religions. But in Islam there is crystal clear criteria and guidelines for all the heirs including women. Even in the old and new testament are silent regarding this important issue and Jews and Christians adopted the law of women inheritance from Roman law. In this paper we will discusses various cases in brief from history and will present a comparative analysis of the three religions in detail. Specifically the share of women as Mother, Sister, Daughter and Wife of deceased.

Key words: Inheritance, women rights, revealed religion, women inheritance.

تاریخ کے آیئنے میں حقِ ملکیت کا حصول:

ہم اوّلین انسانی تاریخ کی طرف بنظرِ غائر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تاریخ کا پہلا قتل اسی حقِ ملکیت کے لئے ہوا۔[1]

اس بات سے قطع نظر کہ یہ جھگڑا قربتِ الٰہی کا تھا یا خلافت کے حق ملکیت کا یا پھر ملکیتِ زن کی کشمکش تھی۔ بہر حال اس حقِ ملکیت کے ناجائز حصول نے ایک انسان (قابیل) کو دوسرے انسان (ہابیل) کے قتل پر ابھارا اور انسانی تاریخ میں ظلم و استبداد کی ایک غلط روایت ڈالی۔[2]

اگر ہم اس سے بھی تھوڑا پیچھے کی طرف نظر ڈالیں، تو ہمیں نظر آئے گا کہ ابلیس و آدم کے مابین چپقلش کا آغاز بھی اسی حقِ خلافت سے شروع ہوا کہ اللہ نے زمین میں خلیفہ بنانے کے لئے آدم کو چُنا اور ابلیس کو اسی بات کی مخالفت نے مردودیت کے زمرے میں لا کھڑا کیا۔ پھر ابلیس نے اسی ناجائز حق کو وصول کرنے اور اللہ کے خلیفہ کو اللہ کی نظر میں گرانے کے لئے ہر ممکن کوششیں شروع کر دیں۔[3]

اور شیطان اپنے ان ہتھکنڈوں کو انسانوں اور خاص طور سے مقبول لوگوں میں استعمال کرنے لگا۔ اگر ہم تاریخ کی کتاب کے مزید اوراق پلٹیں تو یعقوب علیہ السلام اور ان کے بھائی عیسو کے واقعات جو کہ بائبل میں مذکور ہیں، (اگرچہ وہ ایک نبی کی شان کے بالکل متضاد ہیں) ان تحریف شدہ واقعات میں یہ ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل میں بکر یعنی پہلوٹھی کی اولاد کو اپنے والد کی جانشینی اور خلافت وراثت میں ملتی تھی، چنانچہ نبی والد کا پہلوٹھا، بیٹا بھی نبی ہوتا تھا (بنی اسرائیل کی مقدس کتاب کے نظریے کے تحت) چنانچہ عہد نامہ قدیم کے تحت عیسو نے بھوک مٹانے کے لئے صرف مسور کی دال کے عوض یعقوب علیہ السلام کو حق اولویت (جو کہ دراصل حق پیغمبری تھا) یا پہلوٹھے کا حقِ ملکیت فروخت کر دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت عیسو کے تاریخی واقعہ میں کافی تفصیل ہے اور یہ تاویل و تفسیر طلب موضوع ہے۔ کہ جب یعقوب علیہ السلام حسبِ وعدہ پہلوٹھے کا حق لینے والد کے پاس پہنچے تو ان کے والد نے ان کو عیسو سمجھ کر پہلوٹھے کا حق دیا اور یہ بھی والد کے سامنے عیسو بن کر گئے (اور یہ حق انھوں نے اپنے بڑے جڑواں بھائی عیسو سے مسور کی دال کے بدلے میں خریدا)۔[4]

چنانچہ ان کے نزدیک حقِ ملکیت کے سلسلے حقِ ملکیت کے سلسلے میں تورات کی روشنی میں یہ کہ حضرت عیسو اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے جڑواں بیٹے تھے مگر حضرت عیسو پہلے پیدا ہوئے۔[5]

بہر حال اسی اصول کو مدّ نظر رکھتے ہوئے بنی اسرائیل یا شریعتِ موسوی میں یہ روایت رہی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی ہر چیز کا وارث ہوتا تھا۔ (چاہے وہ اہل ہو یا نہ ہو) اور نبی کا بڑا بیٹا نبوت کا وارث ہوتا تھا، جبکہ اہل یہود کا یہ نظریہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے نبوت کے لئے پہلوٹھے کا حق عیسو سے مسور کی دال کے عوض خریدا تھا جو کہ آسمانی اور قرآنی تعلیمات سے بالکل معارض ہے[6]،

اسی طرح بنی اسرائیل میں کوئی عام فرد پہلوٹھا ہو تو خود کتاب استثناء میں ہے۔

"اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ۔ اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دے کر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونا (دوگنا) حصہ دے کر اسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اس کی قوت کی ابتداء ہے اور پہلوٹھے کا حق اسی کا ہے۔"[7] یہاں پر قدیم انسانی تاریخ سے حقِ ملکیت ثابت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وراثت یا حقِ ملکیت ازل سے حاصل کی جاتی رہی ہے چاہے وہ شرعاً ہو یا قوتاً۔

اور قرآن نے واضح طور پر کہہ دیا کہ:{وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ}[8]

ترجمہ: (اور اللہ کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی ملکیت ہے)

عورت اور بائبل:

اگر ہم کتابِ پیدائش میں یعقوب علیہ السلام اور ان سے متصل واقعات کو صرف سرسری نگاہ سے بھی پڑھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ بائبل غیر یہود کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے؛ چنانچہ اسحاق علیہ السلام نے فاصلوں سے یعقوب علیہ السلام کو وصیت کی کہ کنعانی عورت سے شادی نہ کرنا بلکہ اپنے ماموں کی بیٹی سے شادی کرنا تاکہ ابراہیم کی مسافرت کی میراث تم کو مل جائے۔[9]

اسی طرح راحل اور لیاہ کے والد نے چونکہ یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ خدمت اور مزدوری کے عوض اپنی بیٹیاں بیاہی، اور راحل اور لیاہ اور یعقوب بکریاں لے کر والد کی اجازت کے بناء وہاں سے چلے آئے۔ اور راحل کو اپنے والد کے بتوں کو چرانے والی بتایا گیا۔ ایک نبی کی بیوی اور نبی کی والدہ پر یہ تہمت بعید از قیاس ہے۔[10]

اسی طرح یہوادہ (جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے) ان کے متعلق بائبل میں مذکور ہے۔[11] اس واقعہ سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں جس کے من جملہ یہ ہے کہ اس وقت عورت ایک مال مملوکہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

یہودیت میں عورتوں کو ہمیشہ مردوں کا محکوم اور غلام تصور کیا گیا ہے۔ بائبل کی عبرانی زبان میں بیوی کو بحولہ (جائیداد منقولہ) کہا گیا ہے اور خاوند کو بجل یعنی مالک۔ اور انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں ان دونوں لفظوں پر لکھا ہے:

The man is owner, the women the chattel.[12]

چنانچہ حوا کو جنت کا پھل کھانے کی سزا یہ دی گئی کہ "اور خدا نے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی، اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔"[13]

یہودیت ان قدیم مذاہب میں ہے جس نے عقائد و نظریات کے ساتھ ساتھ عملی زندگی اور معاشرت کے عملی اصول و قواعد بھی بیان کئے ہیں اور چونکہ یہ مذہب آسمانی مذاہب میں سے قدیم مذہب ہے اور اس کی تعلیمات ہمارے پاس کتابی صورت میں موجود ہیں بلکہ شروع کے انبیاء کے بارے میں اور مختلف ادوار کے سلاطین کے متعلق بھی کبھی اجمالی اور کبھی تفصیلی معلومات موجود ہیں۔

یہودیت چونکہ آسمانی مذہب ہے تو اسی سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اس میں حقوق العباد اور خصوصاً عورت کے صنف کا خیال ورعایت ضرور رکھا گیا ہو گا۔ مگر ان کی اوّلین آیات میں دنیا کے اوّلین عورت کے متعلق عبارات حقارت اور نفرت سے بھرپور ہے۔ وہ یہ کہ اگر حوا آدم علیہ السلام کو خدا کی نافرمانی پر نہ اکساتی تو اس قدر مشقت کی زندگی نصیب نہ ہوتی۔ اور حوا کو دردِزہ اسی وجہ سے بطور سزا خدا کی طرف سے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شوہر کی محکوم بھی اس کو اسی وجہ سے بنایا گیا ہے۔

جبکہ قرآن میں حوا کی پیدائش کی وجہ انتہائی خوبصورت اور حسین انداز میں پیش کی ہے۔ '' لتسکن اِلیَّ '' کے الفاظ کے ساتھ کہ جب آدم علیہ السلام نے حوا سے اس کی پیدائش کی وجہ پوچھی تو کہا کہ: (لم خُلِقَت: تو کیوں پیدا کی گئی ہے؟) (حوا نے جواب دیا کہ "اس لئے تاکہ آپ میرے وجود سے سکون حاصل کریں۔"[14]

علاوہ ازیں یہی جنت سے خروجِ آدم کا واقعہ ایک شیطانی خیال قرار دیا گیا۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

{ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (34) وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (35) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ (36)}[15]

ترجمہ: اور ہم نے کہا: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے سیر ہو کر کھاؤ جہاں سے چاہو (لیکن) اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان کو اس سے پھسلا دیا اور انہیں اس سے نکلوا دیا۔ جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا یہاں سے اترو، تم میں سے بعض لوگ بعض کے دشمن ہیں۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور تمہیں ایک (خاص) وقت تک اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں کہیں پر بھی صرف حوا کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا گیا اور نہ ہی اس کو موجب سزا قرار دیا گیا۔ بلکہ دوسری آیت میں شیطان کی کارستانی بتائی جاتی ہے کہ وہ آدم کی عزت اور خلافت فی الارض سے نالاں تھا اور اس نے آدم کو بے لباس کرنے کی ٹھانی چنانچہ اس نے اس درخت کے کھانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

{يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا }[16]

ترجمہ:" اے ابنِ آدم تمہیں شیطان فتنے میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ (آدم و حوا) کو جنت سے نکلوایا تھا۔ جب اس نے ان دونوں کا لباس اتروایا تھا تاکہ ان کو اِن کی شرمگاہیں دکھادے۔"

بائبل کے کثیف ادب (اور عبارات) کے عمیق مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قسم کے واقعات اس میں درج ہیں وہ نہ صرف من گھڑت (تحریف شدہ) ہیں بلکہ یہ الفاظ آسمانی کتاب کے شایان نہیں ہوسکتے مثلاً:

ا. یہوداہ بن یعقوب کا قصہ جو گزر چکا۔[17]

۲۔ نازیبا عبارات جو کہ سلاطین میں اس کے باب اوّل میں:[18]۔[19]۔[20]۔

۳۔ روت نامی عورت کا ناگفتہ بہ قصہ۔[21]

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے منوں کا قصہ۔[22]

۵۔ خداوند کی جورو کا طلاق نامہ۔[23]

۶۔ خداوند کی جوروؤں کا گندہ اعمال نامہ۔[24]

۷۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ کا واقعہ۔[25]

ڈی لیسی اولیری[26] اپنی کتاب "یونانی علوم اور عرب" میں یہودیت میں اسی تحریف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگرچہ کلیسا کو یہودیوں کے صحائف آسمانی ورثہ میں ملے اور وہ اپنی نسطوریا کے باب میں ابتداءً یہودی صلوٰۃ کے اصول و رسوم کی پیروی کرتا رہا۔ لیکن زیادہ عرصہ گزرنہ پایا کہ اس نے یہودیت سے اپنے سارے رشتے توڑ لئے اور یہودی ارباب دین کو اس انقطاع تعلق کا پورا پورا پتہ تھا۔ بات یہ تھی کہ یہودیت اپنی اصلی رسم پرستی اور قومی خاصیت کی طرف رجعت کررہی تھی۔ اور رومن قوانین قبول کررہی تھی۔"[27]

یہ انتہائی عجیب بات ہے کہ آج کے محققین بھی اس بات پر مطمئن نہیں کہ قبل از اسلام کے رائج قوانین عام آدمی اور معاشرے کے لئے مفید نہیں تھے۔

میراث اور انجیل:

کتابِ مقدس کے عہد نامہ قدیم وجدید کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے جدِ امجد یعنی یعقوب علیہ السلام نے بھی پہلوٹھے ہونے کا حق اپنے بھائی عیسو سے خرید اتھا۔ نیز بنی اسرائیل کا فرعون سے لڑنے کا مقصد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پیشوا چننے کا اہم مطلب یہی تھا کہ وہ خود کو غلامی سے آزاد کروا کر ایک مملکت و میراث کے مالک ہو جائیں اسی لئے بائبل کے اردو ترجمہ میں جابجالفظ میراث کا تذکرہ مندرجہ ذیل معنوں میں (کم وبیش) مذکور ہے۔

ا۔ وہ میراث جو کہ بنی اسرائیل کو خداوند سے بطور رہائش ملی۔ سرزمین کی صورت میں۔

۲۔ وہ میراث جو لاوی کاہنوں سے ملی۔

۳۔ وہ میراث جو عام آدمی یا عورت بطور ترکہ وصول کرتی ہے۔

1۔ بنی اسرائیل کو جو میراث مملکت یا سرزمین کی صورت میں ملی:

اس میں بھی چند ایسے اہم اصولِ میراث ذکر کر دیئے گئے ہیں کہ اگر اس کا موازنہ ہم موجودہ اسلامی اصولوں سے کریں تو ہمیں آیت لا اکراہ فی الدین ۔الایۃ[28] (دین میں کوئی سختی نہیں ہے) کا مفہوم واضح ہو جائے۔

پارہ گنتی کی ان آیات میں تورات کی رو سے ہر قبیلہ کو زمینوں کی میراث کی تقسیم کی گئی جن کی تفصیلات ان آیات میں مذکور ہیں۔[29]

2۔ وہ میراث جو لاوی کاہنوں کے لئے ہے:

اس کے متعلق عہد نامہ قدیم یوں گویا ہے: ”خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل کو حکم کر کہ اپنی میراث میں سے جو ان کے تصرف میں آئے لاویوں کو رہنے کے لئے شہر دیں۔ ہر قبیلہ اپنی میراث کے مطابق جس کا وہ وارث ہو لاویوں کے لئے شہر دے۔“[30]

نیز کتاب استثنا میں مزید لاوی کاہنوں کو ایک الگ درجہ دے کر میراث سے مستثنیٰ کیا جاتا ہے[31] بنی لاوی کا کتاب تواریخ میں شجرہ نسب درج ہے۔[32]

۳۔ تیسرے عام لوگ تھے:

عام آدمی میں بھی ہم جیسا کہ ذکر کرتے ہیں کہ پہلوٹھے کے بچے کو تمام حقوق حاصل تھے مگر یہاں بھی درجات کا خیال رکھا گیا۔ مثلاً اسرائیلی اور غیر اسرائیلی میں فرق۔ شریعتِ موسوی کے ماننے نہ ماننے والے میں فرق وغیرہ۔

بائبل میں میراث کا لفظ کثرت سے مستعمل ہے اور زمینوں یا جائیداد کی ملکیت کے لئے خاص طور سے یہی لفظ استعمال کیا گیا۔

عورتوں کا وراثت میں حق:

عام آدمیوں میں ہم بطورِ خاص عورتوں کا وراثت سے حق ذکر کریں گے، جیسا کہ کتاب گنتی کے آخری باب میں کچھ اس طرح سے وراثت کے ایک مخصوص معاملے میں وراثت کی تقسیم کی گئی۔ صلافحاد کی بیٹیوں کا معاملہ آیا ان لڑکیوں کا کوئی بھائی نہیں تھا تو ان کی میراث کی تقسیم میں ان کو یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ اپنی پسند سے شادی کر سکتی ہیں مگر بہتر ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے قبیلہ میں ہی بیاہی جائیں یوں بنی اسرائیل کی میراث ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں نہیں جائے گی۔ اور ہر اسرائیلی کو اپنے باپ دادا کے قبیلے کی میراث کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہوگا۔ اور صلافحاد کی بیٹیوں (محلاہ، ترضاہ، حجلاہ، ملکاہ اور نوعاہ) نے ویسے ہی کیا جیسا کہ خداوند نے ان کو حکم کیا۔ اور وہ یوسف کے بیٹے منسی کے نسل کے خاندانوں میں بیاہی گئیں اور ان کی میراث ان کے آبائی خاندان کے قبیلہ میں قائم رہی۔[33]

بائبل میں بیوی کی میراث:

اسی طرح گنتی ہی کی ایک دوسری آیت میں صلافحاد کی بیٹیوں کے ساتھ ساتھ میراث کے حکم کو یہاں فرمایا گیا مگر اس میں بیوی کی وراثت سے بالکل سکوت فرمایا گیا، چنانچہ فرمایا گیا۔

"خداوند نے موسیٰ سے کہا ہے صلافحاد کی بیٹیاں ٹھیک کہتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔"[34]

چنانچہ اہلِ یہود کے نزدیک میراث کی تقسیم ۴/ اقسام پر مشتمل ہے:

۱۔ بنوت۔ (فروع / جزء میت) ۲۔ اَبوت۔ (اصول / اصل میت)

۳۔ اُخوت۔ (میت کے بھائی) ۴۔ عمومت۔ (میت کے چچا وغیرہ۔)

بنوّت: (فروع / جزء میت)

(۱) میت کا سب سے پہلا وارث اہلِ یہود کے نزدیک اس کا بیٹا اگر بیٹا موجود نہیں ہے تو پھر پوتا میراث کا اہل ہے۔ اور اگر پوتا بھی نہیں۔ (۲) تو پھر بیٹی وراثت کی حقدار ہوگی۔

اگر بیٹی بھی نہیں ہے تو پھر اولاد البنت (بیٹی کی اولاد) اور اگر اس کے نواسے بھی نہیں تو پڑنواسوں کو اور پھر اگر یہ بھی موجود نہ ہوں تو پڑنواسیوں کو ترکہ دیا جائے گا۔ اور اسی طرح یہ ترتیب آخر تک ہوتی۔(۳) علاوہ ازیں اہلِ یہود اولادِ میت میں نکاح صحیح یا غیر صحیح وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں کرتے ان کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔[35]

اولادِ میت کی میراث ۳/ اقسام پر ہے:

۱۔ لڑکوں (بنات) اور لڑکیوں (بنین) کی ایک ساتھ میراث۔

۲۔ صرف بنین (لڑکوں) کی میراث۔

۳۔ صرف بنت (لڑکی) کی میراث۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

۱۔ اگر میت کے لڑکے ہوں اور ترکہ بھی کافی ہو تو وراثت کے حقدار لڑکے ہونگے مگر ان پر لازمی ہے کہ وہ اپنی بہنوں پر ان کی ضروریات کے وقت خرچ کریں اور اگر میت کا ترکہ کم ہو تو پھر صرف ضرورت کے وقت بیٹی یا بیٹیوں پر خرچ ہو گا اور باقی تمام لڑکے کا ہو گا۔[36]

۲۔ اگر ورثاء صرف لڑکے ہوں تو اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کے درمیان برابر برابر خرچ کیا جائے گا۔

وہ بھی اس صورت میں کہ ان میں جو پہلے پیدا ہو گا وہ پہلوٹھا کہلائے گا۔ جیسا کہ یعقوب وعیسو کے قصے میں مذکور ہے پہلوٹھے کی اولاد کو اہلِ یہود میں ایک شرعی و مذہبی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ کتابِ خروج میں ہے:

"اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ سب پہلوٹوں کو یعنی جو بنی اسرائیل میں خواہ انسان ہوں خواہ حیوان۔ پہلوٹھی کے بچے ہوں ان کو میرے لئے مقدس ٹھہرا کیونکہ وہ میرے ہیں۔"[37]

"اور منسی کے قبیلہ کا حصہ قرعہ ڈال کر یہ ٹھہرا کیونکہ وہ یوسف کا پہلوٹھا تھا اور چونکہ منسی کا پہلوٹھا بیٹا مکیر جو جلعاہ کا باپ تھا۔ جنگی مرد تھا، اس لئے اس کو جلعاد اور بسن ملے۔"[38]

اسی طرح دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلوٹھے کا حق ذکور میں زیادہ ہے۔

اگر یہ صرف بیٹیاں ہوں تو مختلف اگر کچھ بڑی اور کچھ چھوٹی ہوں تو چھوٹی لڑکیوں کا نفقہ نکال کر سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اگر کوئی چھوٹی بیٹی نہیں ہے اور والدین کی وفات ہو چکی ہے اور کچھ بہنیں شادی شدہ ہیں اور کچھ غیر شادی شدہ، تو جو چھوٹی ہیں ان کا ترکہ خرچہ الگ کر کے باقی ترکہ تمام بہنوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔[39]

ابوت۔یعنی اصل المیت:

اگر میت کے بیٹے یا پوتے نہ ہوں تو اس کے وارث اس کے اصل میں سے ہوں گے۔ سب سے پہلے باپ وہ سب ترکہ لے جائے گا اور پھر اس کے بعد دادا پھر چچا۔

اخوت: بھائیوں کی میراث:

اگر میت کے اصول نہ ہوں تو بھائیوں میں سے بہن پر مقدم ہونگے۔ پھر بھتیجے مقدم ہونگے۔ ان میں بھی (میت کا) بھتیجا بھتیجی پر مقدم ہو گا۔ لیکن اگر بھتیجا نہ ہو تو پھر بہن کو مقدم رکھا جائے۔یعنی بھائی کی نسل میں سے ترکہ اس وقت تک بہن کو منتقل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ بھائی کی نسل میں کوئی مرد نہ ہو۔ اور اگر بہن کی طرف یا اس کے فروع کی طرف منتقل کیا بھی جائے گا تو ان کے ذکور، اناث پر مقدم ہوں گے۔

عمومت یعنی چچا کا ترکہ:

اگر میت کا کوئی بھائی یا بہن نہ ہو تو ان کی فروع (نسل) میں سے کوئی ہو تو پھر چچا کی طرف میراث منتقل ہو جائے گی۔ ان میں بھی ذکور کو اناث پر فوقیت حاصل ہو گی۔

کلالہ کا حکم:

اگر میت کے اصول و فروع یا چوپائے میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایسے شخص کا مال عام الناس کے لئے مباح ہو گا۔ تو جو شخص اس کا مالک بن جائے تین سال تک مال اس کے حوالے کیا جائے گا۔ اس دوران اگر وارث مل جائے تو ترکہ اس کو دیا جائے گا۔ ورنہ پھر یہی شخص اس کا مالک کہلائے گا۔

میاں بیوی کی میراث:

اہلِ یہود کے یہاں بیوی شوہر کی اور شوہر بیوی کا وارث نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام میں اس کے بالکل برعکس قانون ہے اور یہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔[40]

حمل کی میراث:

اہلِ یہود میں باپ کی وفات پر اگر حمل مذکر ہو تو وہی اس ترکہ کا حقدار ہو گا باقی ورثاء محروم ہونگے۔

موانع ارث:

اور موانع ارث ان کے نزدیک دو ہیں۔

۱۔ اختلاف الدین ۲۔ قتل

1۔ اختلاف الدین:

اگر کوئی بت پرستی سے یہودیت کا مذہب اختیار کر لے تو اس کے بت پرست اقارب اس کے وارث نہیں ہوں گے مگر وہ اپنے بت پرست اقارب کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہودی مرتد ہو جائے تو اس کے یہودی اقارب اس کے وارث نہ ہوں گے۔

2۔ قتل:

اگر بیٹا اپنے ماں یا باپ کو قتل کرے چاہے قتل خطا ہو یا عمد، تو نہ تو وہ اپنے ماں باپ کا وارث ہو گا نہ اپنے اقارب رشتہ دار کا وارث ہو گا۔

یہودیت کے قانونِ میراث کا ایک تنقیدی جائزہ

مذکورہ بالا بحث سے چند باتیں واضح ہوئیں۔

1۔ کہ اہلِ یہود کے وراثت کا قانون ایک طرح سے نامکمل تھا۔ ان میں برابری کا چنداں خیال نہیں رکھا گیا اور نہ ہی اہم رشتوں کو اوّلیت دی گئی تھی۔

چنانچہ میاں بیوی جو معاشرتی، دینی، مذہبی ہر لحاظ سے ایک مکمل رشتہ ہے وہ ہر دو کے مرنے سے ہر طرح ختم ہو جاتا ہے۔ مطلب کہ اس کو ایک معاہدہ (Agreement) کی طرح لیا گیا ہے۔

2۔ لڑکوں کو لڑکیوں پر ہر صورت میں فوقیت دی گئی ہے کہ ذکور کی موجودگی میں اناث محروم ہو جاتی ہیں۔ اناث میں بھی برابری کو مدّ نظر نہیں رکھا گیا 3۔ علاوہ ازیں کلالہ کا مال گویا پبلک پراپرٹی ہے کہ جس نے پہلے قبضہ کر لیا وہی مالک شمار ہو تا، حالانکہ اسلام میں کا بہترین متبادل بیت المال کا نظام ہے۔

4۔ اور ہمیں ایک عجیب بات ان آیات سے ملی کہ بنی اسرائیل میں بیٹیوں کو بیچا جاتا تھا جبکہ مذکورہ بالا آیات میں بنی اسرائیل کو سختی سے منع کیا گیا کہ بنی اسرائیلوں کو غلام نہ بناؤ۔ چنانچہ کتابِ خروج میں ہے:

"اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو لونڈی ہونے کے لئے بیچ ڈالے غلاموں کی طرح چلی نہ جائے اگر اس کا آقا جس نے اس نسبت کی ہے اس سے خوش نہ ہو تو وہ اس کا فدیہ کرے اور اگر وہ اس سے یہ تینوں باتیں نہ کرے تو وہ مفت روپے دیئے چلی جائے۔"[41]

تورات میں غلاموں کے لئے کافی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ اسلام میں بھی ہے مگر اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ غلام بہتر یہ ہے کہ غیر اسرائیلی ہو جبکہ اسلام میں حضرت محمد ﷺ چونکہ ایک خاص قوم یا عہد کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے تھے بلکہ :

{وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كافة للناس بشيرا و نذيرا۔۔۔}[42]

"اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

کے قاعدے کے تحت آپ کو قیامت تک کے لئے تمام جہانوں کے لئے رسالت و نبوت دی گئی تھی۔

آپ کی اوّلین ترغیب سے اخلاقیات میں غلاموں کو آزاد کرنے کی تھی۔ اس میں کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی شرف حاصل نہیں تھا۔ اسلام سے پہلے تک صرف قریش کے اور مخصوص خاندانوں کو کعبہ کی اہم خدمات سپرد تھیں۔ اسلام نے غلامانہ تہذیب کی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اسلام میں فضیلت کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔

{إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}[43]

"بے شک تم میں معزز اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں سے متقی ہے۔"

اور حدیثِ مبارکہ میں ہے:

"اِن اللہ لا ینظر اِلی صورِکم و اموالکم ، ولکن ینظر اِلیٰ قلوبکم واعمالکم۔"[44](الحدیث)

ترجمہ:"بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔"

اس کے مقابلے میں کتابِ مقدس میں ہے کہ:

"اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتے ہوئے مر جائے تو اسے سزا دی جائے لیکن اگر وہ ایک دو دن جیئے تو اسے سزا نہ دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔"[45]

بقول ول ڈیورانٹ یہودیت میں زیادہ تر کہانیوں میں عورت ناگ یا شیطان کی دلکش شیطانی نمائندہ تھی۔ چاہے وہ حوا ہو یا ہنڈورا یا پھر چینی داستان کی یو سی۔

شی جنگ کہتا ہے: "آغاز میں تمام چیز ہی مرد کے ماتحت تھیں لیکن ایک عورت نے ہم سب کو غلامی میں پھینک دیا۔ ہماری تکلیف آسمانی نہیں بلکہ عورت کی جانب سے ہے۔۔۔ آہ! ناشاد پوسی! تونے وہ آگ روشن کی جو ہمیں کھا رہی ہے، اور جو روز بروز بڑھ رہی ہے۔ دنیا گمشدہ ہے تمام چیزوں پر برائی کا غلبہ ہے۔[46]

عبرانی (یہودی) خاندان پدر سری خاندان ہوتا تھا۔ یہ ایک معاشی و سیاسی تنظیم تھا۔ چنانچہ اس خاندان میں ضعیف ترین شادی شدہ مرد، ان کی بیویاں، ان کے کنوارے بچے، شادی شدہ بیٹے مع ان کی بیوی بچوں، اور شاید کچھ غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے قبل یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں عام رواج تھا کہ بیٹی کی شادی کے بدلے داماد کو کچھ عرصہ بطور مزدور سسر کے پاس رہنا پڑتا تھا۔[47]

اے مانفرید کہتے ہیں کہ "چودھویں صدی قبل مسیح میں زراعت و آلاتِ زراعت کے استعمال کے ساتھ ساتھ اس دور کا اہم ترین واقعہ یہ تھا کہ اس دور میں ذاتی ملکیت رائج ہوتی تھی۔ یعنی مویشی، غلام اور زمینیں وغیرہ۔[48]

چنانچہ رسم کی معاشی بنیاد زمین کو کاشت کرنے کے لئے اس کی مناسبت تھی۔ باپ کی حاکمیت اس زمانے میں لامحدود تھی۔ زمین اس کی ملکیت تھی اور اس کے بچے صرف فرمانبرداری کی صورت میں زندہ بچ سکتے تھے۔ وہ سردارِ ریاست تھا۔ غریب باپ اپنی بیٹی کو بلوغت سے پہلے بطور کنیز فروخت کر سکتا تھا۔ اور اگرچہ وہ کبھی کبھار لڑکی کی رائے پوچھنے کی زحمت کرتا تھا لیکن باپ کو شادی بیاہ کے سلسلے میں بیاہ کرنے کا پورا پورا اختیار حاصل ہوتا تھا۔[49]

شریعتِ موسویؑ کے فرامینِ عشرہ میں سے خواتین کی میراث کے متعلق فرامین

شریعتِ موسوی دس فرامین الٰہی پر مشتمل ہے۔[50]۔[51]۔[52]

عہد نامہ عتیق میں غلام بنا کر شادی کرنے کے آثار ملے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے:

"اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو لونڈی ہونے کے لئے بیچ ڈالے تو وہ غلاموں کی طرح نہ چلی جائے۔[53]

اگر عورتوں کی کمی پیدا ہو جائے تو فعل شنیع کی ترغیب ہے جو کہ خود ان فرامین کے مخالف ہے۔[54]

عورت کی شادی عموماً سودا بازی سے ہوتی تھی جیسے یعقوب نے اپنے ماموں کے ہاں محنت و مشقت (خدمت) کر کے پہلے راحل اور پھر لیاہ کا سودا کیا۔[55]۔ بانجھ بیوی اپنے خاوند کو ایک کنیز رکھنے کی ترغیب دلا سکتی تھی جیسے سارہ نے کیا۔[56]۔ اور راحیل نے کیا۔[57] ان آیات کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ اس وقت کی عورت کی آزادی اور اختیارات کو مذہبا کتنی رعایت حاصل تھی؟

انہی فرامین عشرہ میں سے آٹھویں فرمان نے ذاتی ملکیت کو تقدس دیا اور اسے یہودی معاشرہ کی تین بنیادوں میں سے ایک بنیاد کے طور پر مذہب اور خاندان کے ساتھ باندھ دیا۔ اس وقت میں تمام جائیداد زمینی ہوتی تھی اور مویشی وغلہ بانی کا رواج تھا۔ زراعت میں انگور، زیتون اور انجیر اگایا جاتا تھا۔

نواں فرمان گو اسی سے متعلق ہے۔ اور موسوی شریعت حمورابی کے ضابطہ قانون کے پندرہ سو سال بعد لکھی گئی۔ مگر پھر بھی تعزیری قانون میں کچھ خاص تبدیلی نظر نہیں آتی۔ علاوہ ازیں دسواں فرمان ظاہر کرتا ہے کہ عورت کو واضح طور سے جائیداد تصور کیا جاتا تھا کہ عورت کو پڑوسی کے بیل غلام اور گدھے کے ساتھ شمار کیا گیا۔[58]

ما قبل میں ذکر کردہ بحث کا حاصل

بہر حال عہد نامہ عتیق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک صوفحلاد کی بیٹیوں کا واقعہ ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کی بیٹیوں کو حصہ دیا گیا وہ بھی اس صورت میں جب کہ ان لڑکیوں کا بھائی نہ تھا۔ مگر پھر بھی ان کو وصیت کی گئی کہ بنی اسرائیل سے شادی کر لیں تو بہتر تا کہ قوم کی میراث غیر قوم میں نہ چلی جائے اور آخر انہوں نے چچازاد بھائیوں سے شادی کی۔ اس کے مقابلے میں ہم اسلام کی تعلیمات دیکھیں جو نہایت صاف ستھری ہیں جس نے بے حد وضاحت سے عورت کو مرد کے ساتھ حصہ دار قرار دیا ہے نا کہ مرد کی غیر موجودگی میں۔ یہ ایسا کامل دین ہے کہ جو معیشت کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔

عیسائیت اور قوانین میراث

اسلام کے زمانے سے قریب تر نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ جن پہ آسمانی کتاب نازل ہوئی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل ہی میں سے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا زمانہ بچپن، نبوت سے پہلے کا زمانہ نبوت کے بعد اور مصلوب کئے جانے سے صحیح واقعات کا علم ہمیں کسی بھی کتاب سے واضح نہیں ہوتا۔

جوڈ(پیدائش:1891ء۔انتقال:1953ء)[59] لکھتا ہے کہ:"سیاسی اور اقتصادی معاملات کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم افسوسناک حد تک مبہم ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسیحی علماء سرمایہ داری استعماریت، غلامی، جنگ قید و بند، (دشمنوں کو زندہ جلانا) اور تکالیف دینا غرض کہ جس چیز کو چاہیں بلا دقت مسیح کی تعلیم ثابت کر سکتے ہیں۔[60] جب ریاست نے دینِ مسیح قبول کر لیا تو مسیحی جوش و جذبہ کے نام پر قرونِ وسطیٰ کے انداز کی یہودیوں سے مخالفت شروع ہو گئی۔[61]

رسل[62](Bertrand Arthur William Russell)نے مزید چار علماءِ نصاریٰ کا ذکر کیا۔ جن میں ایمبروس (St. Ambrose)، سینٹ جیروم، سینٹ آگسٹائن St. Augustineاور پوپ گریگری اعظم(Popep Gregory the Great)ہیں۔ ان میں سے ایمبروس نے دوشیزگی کی تعریف میں ایک مقالہ لکھااور دوسرا مقالہ بیواؤں کی شادی کی مذمت میں قلمبند کیا۔ علاوہ ازیں سینٹ جیروم نے اشرافیہ خواتین کو اپنے روم کے قیام کے زمانے میں رہبانیت کی ترغیب دی۔

اور اس کے دوست نے اپنی بیٹی کو ہمیشہ کے لئے کنواری وقف کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر اس کے خطوط میں بالکل بھی مالیاتی نظام یا وحشیوں کی فوج پر انحصار کی برائی کا اشارہ نہیں ہے۔[63]

عیسائیت کے قوانین کی بناء:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام تر تعلیمات یہودیوں کے لئے ہیں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی اسرائیلی تھے چنانچہ وہ یہودیوں کے اندر جو افراط و تفریط کی اور احکامات کی عدولی کی باتیں پیدا ہو گئی تھیں اس کی تصیح کرنے کے لئے آئے تھے۔ ان کی تعلیمات سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل میں وہ لکھتے ہیں:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں، کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہر گز نہ ٹلے گا، جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔"[64]

عیسائیت کی تعلیمات کا مرکز تورات کی تعلیمات اور احکامات کو لوگوں میں رائج کرنا تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تعلیمات بالکل رہبانیت کی طرف مائل تھیں۔[65] چنانچہ عیسائیت کے قوانین کی بناء یہودی قوانین پر رکھی گئی۔

عیسائیت میں خواتین کی میراث:

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنیں میں خواتین، اور مردوں کی وراثت کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اسی یہودی قانونِ وراثت کی وضاحت کی گئی ہے۔ جس میں بنوت، ابوت، اخوت اور عمومت کی وضاحت کی گئی ہے اور کلالہ کی میراث کی بھی وضاحت کی گئی ہے،[66] اور بیٹیوں کی میراث کے لئے وہی صوفلحاد کی بیٹیوں کی مثال دی گئی ہے۔ بیوہ کا شوہر کی جائیداد میں حصے کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ اور اس پر خود اسائیکلوپیڈیا بھی حیرت کا اظہار کرتا ہے[67]۔[68] بے اولاد خواتین کے لئے ضروری تھا کہ اپنے شوہر کو اولاد کے لئے خادمہ دیں جن کا کام ان کے شوہر کو بچے دینا ہوتا ہے۔[69]

عہد نامہ جدید اور وراثت:

انجیل متی میں ہے: "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔"[70]

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں میں وہی قوانین رائج کرنے اور تصحیح کرنے آئے تھے جو کہ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے عطا ہوئے اور اس کا ظاہر و باہر ثبوت یہ ہے کہ عیسائی حلقوں میں عہد نامہ جدید اور قدیم بمع زبور کے تلاوت کی جاتی ہے اور اسی مکمل صحیفے کو کتابِ مقدس کا نام دیا گیا ہے۔ میراث کا لفظ بائبل میں شاذ و نادر استعمال ہوا ہے مگر جب بھی استعمال ہوا ہے وہ ملکیت اور حق ہی کے معنوں میں ہے، چنانچہ مذکور ہے:

"پھر بھیڑ میں سے ایک نے اس سے کہا اے استاد میرے بھائی سے کہہ کہ میراث کا مرا حصہ دے۔ اس نے اس سے کہا، میاں کس نے مجھے تمہارا منصف یا بانٹنے والا مقرر کیا ہے۔ اور اس نے اُن سے کہا خبردار! اپنے آپ کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو، کیونکہ کسی کی زندگی اس کے مال کی کثرت پر موقوف رکھا اور اُس نے ان سے ایک مثل کہی کہ....."[71]

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے بجائے اس کہ نالش کرنے والے کو اس کا حق دلواتے اُلٹا اس کی مال کی محبت سے تنبیہ کروائی حالانکہ اولین کام حقدار کو اس کا حق دلانا تھا جیسا اسوۃ محمدیہ علیہ الصلاۃ والسلام میں ہمیں بار بار اس کی مثال ملتی ہے۔ اقتصادی و معاشی کمزوریوں کا شریعتِ مسیح میں کوئی حل نہ تھا اسی لئے خود ساختہ غلطیوں میں وراثت کی مثال دی گئی ہے۔ لیکن وارث جب تک بچہ ہے اس میں اور غلام میں کچھ فرق نہیں، بلکہ جو معیاد باپ نے مقرر کی اس وقت تک سرپرستوں اور مختاروں کے اختیار میں رہتا ہے۔[72]

جائیداد کی وراثت اسرائیلی خاندانوں کو الاٹ کی گئی تھی وہ نسل در نسل چلتی آرہی تھی۔[73]

عورت کی غلامی۔ (قرآن اور انجیل):

تورات اور انجیل کی آیات میں بالکل واضح ہے کہ عورت، مرد کی محکوم ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں ان کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ڈالتے ہوئے مرد کو فضیلت دی گئی مگر کسی بھی لحاظ سے اس میں عورت کی تذلیل نہیں کی گئی۔ بلکہ مردوں کو عورتوں کے متعلق خاص نصیحت کی گئی۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۸ میں ہے:

{ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ}[74]

ترجمہ: "اور مطلقہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے پیٹ میں جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھپائیں، اگر وہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہیں (تو ایسا ہر گز نہ کریں) اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں اس (مدت) میں لوٹائیں، اور دستور کے مطابق عورتوں پر ہیں اور مردوں کے لئے ان پر ایک فضیلت ہے اور اللہ غالب، خوب حکمت والا ہے۔"[75]

{لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا }[76]

ترجمہ: "مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور (بہت) نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں جس کو ماں باپ اور (بہت) نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر حصہ قطعی۔"

یہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی حصہ ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے برخلاف انجیل میں عورت کو مرد کا غلام بتایا گیا ہے چونکہ ان کے مطابق زندگی کی سزا حوا کے گناہ کی پاداش ہے اسی لئے مرد عورت پر حکمرانی کرتا رہے گا۔ عہد نامہ قدیم کے مطابق انجیل میں عورت کی حمایت میں کوئی لفظ تک نہیں کہا گیا۔[77]

تاہم سینٹ پال[78] کے خطوط میں زور دیا گیا ہے کہ عورتوں کی حیثیت اور احکام میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ سینٹ جیروم (Saint Jerome)[79] کہتے ہیں کہ "عورت شیطان کا دروازہ" ہے۔ "برائی کا راستہ" ہے۔ "بچھو کا ڈنگ" ہے اس لئے عورت مرد کی خدمت کرے گی اور اس کی خادمہ ہو گی۔ سولہویں صدی میں میلن کی صوبائی کونسل نے اس معاملے پر سنجیدگی سے بحث کی تھی آیا عورت روح بھی رکھتی ہے یا نہیں؟[80]

بہر صورت انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجئین میں تورات کی روشنی میں خواتین کے وراثت کے احکام کا تقابل ہم اس نقشے کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ ہم مثال کے طور چار خواتین کے میراث میں حقوق کا تقابل پیش کرتے ہیں۔

عورت	اسلام	یہودیت	عیسائیت[81]
بیوی	اولاد نہ ہونے کی صورت میں ربع(1/4)/اولاد ہونے کی صورت میں ثمن	بیوی کا شوہر کی جائیداد / شوہر کا بیوی کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہے۔	بیوی کا شوہر کی جائیداد / شوہر کا بیوی کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہے۔[82]
بیٹی	ایک ہو تو نصف ایک سے زیادہ ہو تو ثلثان، بیٹے کی موجودگی میں للذکر مثل حظ الانثیین	بیٹے کی موجودگی میں محروم ہو جاتی ہے البتہ ترکہ زیادہ ہونے کیصورت میں نفقہ بھائی کے ذمہ ہوتا ہے۔ صرف بیٹی ہو تو اس کو ترکہ دیا جاتا ہے۔	بیٹے کی موجودگی میں محروم ہو جاتی ہے البتہ ترکہ زیادہ ہونے کیصورت میں نفقہ بھائی کے ذمہ ہوتا ہے۔ صرف بیٹی ہو تو اس کو ترکہ دیا جاتا ہے۔[83]
ماں	ثلث / سدس	میت کے اصول اور انکے اصول(پوتے یا نواسے) نہ ہونے کی صورت میں باپ کو بعض صورتوں میں حصہ دیا جاتا ہے مگر ماں کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں۔	میت کے اصول اور انکے اصول(پوتے یا نواسے) نہ ہونے کی صورت میں باپ کو بعض صورتوں میں حصہ دیا جاتا ہے مگر ماں کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں۔
بہن	نصف، ثلثان، سدس	اگر بھائی اور اس کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ ہو تو بہن کو حصہ ملتا ہے ورنہ نہیں۔[84]	اگر بھائی اور اس کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ ہو تو بہن کو حصہ ملتا ہے ورنہ نہیں[85]

حاصل بحث:

بہر صورت جب تمام کتب سماویہ کا عمیق مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں خواتین کی میراث کے متعلق جس قدر واضح آیات ذکر ہیں اس طرح سے کسی بھی آسمانی کتاب میں نہیں ہیں۔ قرآن میں الاقرب فالاقرب کا قاعدہ ہے مگر کسی بھی

آیت سے اشارتاً بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خواتین کو یہ ترغیب دی گئی ہو کہ وہ غیر خاندان میں شادی نہ کریں تاکہ خاندان کی جائیداد دوسرے قبیلہ میں نہ چلی جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ تقریباً باقی تمام مذاہب نے عالمی قانونِ میراث (جو کہ خود ساختہ ہے) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مذہب کے قانونِ میراث کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

اسلام نے میراث کی ہر ایک صورت کو بالکل وضاحت سے پیش کر دیا ہے اور ایک ایسا معتدل نظامِ میراث پیش کیا ہے کہ جس سے کسی بھی وارث کی حق تلفی نہیں ہوتی۔

حواشی وحوالہ جات

[1] بائبل، عہد نامہ قدیم۔ بائبل سوسائٹی، لاہور، (۲۰۰۴ء) آیت نمبر ۱۰۔۷۔

[2]المائدۃ:5/27-31

[3]البقرۃ:2/30-37

[4]کتاب پیدائش، باب:۲۵۔ (آیت نمبر ۳۴۔۲۷)۔ (ص:۲۵) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[5]کتاب پیدائش، عہد نامہ عتیق۔ باب ۲۵، (ص:۲۵) آیت نمبر ۲۴۔۲۳۔ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[6]کتاب پیدائش۔ عہد نامہ عتیق۔ باب:۲۵۔ آیت نمبر:۳۴۔۲۶ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[7] بائبل، کتاب استثناء۔ باب:21 آیت نمبر ۱۷۔۱۶۔۱۵) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[8] آل عمران:3/180

[9]کتاب پیدائش: باب:۲۸، (آیت نمبر:۴۔۱) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[10]کتاب پیدائش: باب:۳۱، (آیت نمبر:۲۰) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[11]کتاب پیدائش۔ باب:۳۸۔ (آیت:۳۰۔۹) (ص:۴۰) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[12]https://www.amazon.com/Encyclopedia-Biblica-Vol-Dictionary-Archeology/dp/1332996809.

[13]کتاب پیدائش۔ باب:۵، آیت:۱۷۔۱۶۔ (ص:۱۰۷) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[14] ابن مندہ، محدث، کتاب التوحید (1/213) مکتبۃ العلوم ولا حکم، مدینۃ منورہ، سن اشاعت 2002۔

[15]البقرۃ:2/36-35

[16] الاعراف:7/27

[17] کتاب پیدائش، باب:۳۸۔(آیت:۳۰۔۱۲)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[18] سلاطین اوّل باب:۱۴۔(آیت:نمبر۴)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[19] سلاطین باب:۱۵۔(آیت نمبر ۱۲)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[20] سلاطین باب:۲۲۔(آیت نمبر:۴۶)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[21] سلاطین دوم، باب:۲۳۔(آیت نمبر:۷)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[22] استثناء۔باب:۲۳۔(آیت نمبر:۱۷)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[23] لوت(آیت نمبر:۴۔۳۔۲)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[24] سموئیل دوم۔باب:۱۳۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[25] پیدائش۔باب:۱۔(آیت:۳۸۔۳۱)میعیاہ۔باب:۵۰۔میر میاں:۳۔حزقیل:۲۳۔۱۲۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

https://en.wikipedia.org/wiki/De_Lacy_O%27LearyBorn: 1872. Died: 1957[26]

[27] اولیری۔ڈی لیسی۔(مترجم: محمد معین خان)یونانی علوم اور عرب، کریم سنز پبلشرز۔کلیٹن روڈ۔کراچی نمبر ۵۔مطبع باب الاسلام پریس کراچی۔ستمبر ۱۹۶۸۔(ص:۸۰۔۷۹)

[28] بقرہ:۲/۲۵۶

[29] بائبل۔گنتی۔پارہ۔باب:۳۴۔آیت:۲۹۔۱۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[30] کتاب مقدس۔(عہد نامہ عتیق)پارہ گنتی۔آیت:۹۔۱)باب:۳۵۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[31] کتاب استثناء۔(باب:۱۸)۔آیت نمبر:۵۔۱۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[32] کتاب تواریخ۔(باب:۶)آیت نمبر:۱۸۔۱۶۔بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[33] گنتی۔باب:۳۶۔(آیت نمبر:۱۲۔۱)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[34] گنتی۔باب:۲۷۔(آیت:۱۱۔۷) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[35] کتاب خروج۔باب:۲۲۔(آیت نمبر:۱۶)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[36] گنتی۔باب:۲۷۔(آیت:۱۱۔۷)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[37] خروج۔باب:۱۳۔(آیت:۱۔۲)بابائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[38] یشوع۔باب:۱۷۔(آیت:۲۔۱)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[39] یشوع۔باب:۱۷۔(آیت:۵۔۱)بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

[40] النساء:4/12

41 کتابِ خروج۔ باب:۲۱۔(آیت:۱۱۔۷) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

42 السبا:28/34

43 الحجرات:13/49

44 صحیح مسلم(1987/4) دار احیاء التراث العربی بیروت، حدیث نمبر:34-(2564)

45 کتابِ خروج۔ باب:۲۱۔۲۰۔(ص:۷۳) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

46 ڈیورانٹ، ول(پیدائش 1885ء۔ وفات 1981ء)، (ترجمہ: یاسر جواد) عرب، اہتمام: لیاقت علی، ناشر: تخلیقات، لاہور۔ اشاعت: مارچ ۲۰۰۵ء، ٹائٹل: ریاظ پرنٹر، اجالا پرنٹر، لاہور۔(ص:۲۸۱)

47 کتابِ پیدائش۔ باب:۲۹۔(آیت:۳۲۔۱۸)(ص:۳۰) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

48 مانفرید، اے۔ تاریخ و تہذیب عالم۔ (ترجمہ: امیر الدین تقی حیدر) نگارشات: میاں چیمبرز۔ ۳/ٹیمپل روڈ، لاہور۔ المطبعۃ العربیہ۔ لاہور، ۱۹۹۶ء۔ (ص:۱۷)

http://diglib.numl.edu.pk/cgi-bin/koha/opac-detail.pl?biblionumber=23394

49 پیدائش۔ باب:۳۱۔(آیت نمبر:۱۶۔۱۳)(ص:۳۲) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

50 ان کو Ten commandments بھی کہتے ہیں۔ https://glosbe.com/en/ur/ten%20commandments

51 کتابِ خروج، باب نمبر:۲۰۔ آیت نمبر:۱۷۔۱۔ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

52 کتابِ استثناء۔ باب نمبر:۵۔ آیات:۲۱۔۱۔ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

53 خروج۔ باب:۲۱۔(آیت نمبر:۸۔۷) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

54 کتابِ قضاء۔ باب:۲۱۔(آیت نمبر:۲۵۔۱۹) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

55 کتابِ پیدائش۔ باب:29، آیت:18۔۔26) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

56 کتابِ پیدائش۔ باب:۱۶۔(آیت نمبر:۶۔۲) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

57 کتابِ پیدائش۔ باب:۳۰۔(آیت نمبر:۶۔۱) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

58 کتابِ خروج۔ باب:۲۰۔(آیت نمبر:۱۷) بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

59 C. E. M. Joad

60 جوڈ، (Principles of Chriscian worship, Oxford, 196-93 (Page # :231 بحوالہ چوہدری غلام رسول، ایم۔اے، مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ، ناشر: علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور، پبلشرز: منظور پرنٹنگ پریس، لاہور، ایڈیشن:۱۹۹۷۔۱۹۹۸، (ص:۴۳۶۔۴۳۵)۔

61 رسل، برٹرینڈ(پیدائش 18 :مئی1872 ء –وفات 2 :فروری1970 ء)(مترجم: پروفیسر محمد بشیر، فلسفۂ مغرب کی تاریخ۔(اوائل زمانوں سے عصرو افرتک اپنے سیاسی اور معاشرتی حالات کے آئینے میں)ناشر یورپ اکادمی، اسلام آباد، ۱۱۱۲، گلی نمبر ۴۲، جی الیون ٹو، اسلام آباد، طبع اوّل: ۲۰۰۵ء، طبع دوم: مئی ۲۰۱۰ء۔(ص:۳۹۳)۔

62) پیدائش 18 :مئی1872 ء –وفات 2 :فروری1970 ء (

https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A8%D8%B1%D9%B9%D8%B1%DB%8C%D9%86%DA%88_%D8%B1%D8%B3%D9%84

63 رسل، برٹرینڈ، (مترجم: پروفیسر محمد بشیر، فلسفۂ مغرب کی تاریخ۔(اوائل زمانوں سے عصر و افرتک اپنے سیاسی اور معاشرتی حالات کے آئینے میں)ناشر یورپ اکادمی، اسلام آباد، ۱۱۱۲، گلی نمبر ۴۲، جی الیون ٹو، اسلام آباد، طبع اوّل: ۲۰۰۵ء، طبع دوم: مئی ۲۰۱۰ء۔(ص:۴۲۹۔۴۲۸)۔

64 متی کی انجیل۔ باب:۵، (آیت:۱۹۔۱۷)۔ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

65 متی کی انجیل۔ باب:۵، (آیت:۱۹۔۱۷)۔ بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور۔

66 Marcia Elide (Editor in Chief), the Encyclopedia of Religion, MACMILLAN Publishing Company, New York, Collier Macmillan Publishers London, 1987. (Vol:7) Page # 474.475)

67 Marcia Elide (Editor in Chief), the Encyclopedia of Religion, MACMILLAN Publishing Company, New York, Collier Macmillan Publishers London, 1987. (Vol:7) Page # 475)

68 Marcia Elide (Editor in Chief), the Encyclopedia of Religion, MACMILLAN Publishing Company, New York, Collier Macmillan Publishers London, 1987. (Vol:7) Page # 475)

69 Marcia Elide (Editor in Chief), the Encyclopedia of Religion, MACMILLAN Publishing Company, New York, Collier Macmillan Publishers London, 1987. (Vol:7) Page # 475)

70 عہد نامہ جدید۔ متی کی انجیل۔ باب:۲، آیت نمبر ۱۸۔۱۷، (ص:۸)

71 عہد نامہ جدید۔ انجیل لُوقا۔ باب:12، آیت نمبر:18۔13)، قوانین رفتہ برفتہ رائج ہونے لگے اور مسیحیت کی شریعت رومن قوانین کو اپنانے پر مجبور ہوئی۔(جس میں کہ بذاتِ خود اصلاح کی ضرورت تھی)

72 گلتیوں کے نام پولس رسول کا خط۔ انجیل مقدس(باب:12۔(آیت نمبر:5۔1)

73 Marcia Eliade (Editor in Chief). The Encyclopedia of Religion, MACMILLAN PUBLISHING COMPANY, New York, Collier Macmillan Publishers London. 1987, Vol:7, (Pg # 473)

74 سورۃالبقرۃ:2/228

75 سورۃالبقرۃ:2/228

76 النساء:4/7

[77] انجیل ۹:۱۹۔ بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Paul_the_Apostle[78]

https://en.wikipedia.org/wiki/Jerome[79]

(-Krafft-Ebing was born in 1840 in Mannheim. Died in Graz in 1902,)Pshchopathia Sexyalis by Krafft-Ebing P-4, V.XII[80]

http://www.kinolorber.com/sites/psychopathia/history.html

Marcia Eliade (Editor in Chief), the Encyclopedia of Religion, MACMILLAN PUBLISHING COMPANY, New York, Collier [81] Macmillan Publishers, London. 1987. (Pg # 471) Vol: 7.

https://en.wikipedia.org/wiki/Inheritance#Jewish_laws_of_inheritance [82]

Marcia Eliade (Editor in Chief). The Encyclopedia of Religion, MACMILLAN PUBLISHING COMPANY, New York, [83] Collier Macmillan Publishers London. 1987, Vol:7, (Pg # 471-472)

[84] واضح رہے کہ اولاد میں بکر (پہلوٹے) اولاد کو وارث بنایا جاتا ہے۔

Marcia Eliade (Editor in Chief). The Encyclopedia of Religion, MACMILLAN PUBLISHING COMPANY, New York, [85] Collier Macmillan Publishers London. 1987, Vol:7, (Pg # 471)